

کو اس نور سے پیدا کیا جسے اس نے اپنے لیے نور محمدی سے قبل پیدا کیا تھا۔ پھر اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کا نور اپنے نور یعنی اپنی ذات خاص سے پیدا فرمایا۔ یہ محض ایک بیانی اصناف ہو کیونکہ اس کے معنی ہرگز یہ نہیں ہو سکتے کہ جس مادہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا ہوا وہ ذات باری تعالیٰ کا جزو تھا۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ سے بعبقری چیز کے وجود و توسط اس نور کو پیدا فرمایا۔ ۵۲

علامہ زرقاتی و علامہ عجلونی کی اتباع میں علامہ عبدالحی مکھنوی نے بھی اپنی کتاب "الانوار المرفوقہ فی الاخبار الموضوعہ" کے باب "ذکر بعض القصاص المشہورہ" میں اس حدیث کی تاویل و شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

"رب تبارک و تعالیٰ نے اپنے نور میں سے کچھ نور نکال کر اسے اپنے نبی کا نور بنایا، اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے کوئی جزو کاٹ کر سیدہ کیا اور اس سے اپنے نبی کا نور بنایا، ورنہ اس سے تو اللہ تعالیٰ "مستلزم للتجری" ہوگا۔۔۔ جن قصاص و مذکرین نے عبدالرزاق کی اس روایت کے ظاہر کو اپنایا ہے وہ درپردہ ظلمات کا شکار ہوئے ہیں پھر حدیث نقل کرتے ہیں ان لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد سمجھنے میں خطا کی ہے، وہ لوگ نہیں جانتے کہ اس حدیث میں "مِنْ شَوْيِه" سے اصناف مراد ہے، بلکہ اس اصناف کی طرح جیسی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور اس میں اپنی روح پھونکنے کے قصہ میں بیان کی ہے، یا جیسی اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں "رُوْحٌ مِّنْ رُّوْحِ اللَّهِ" کہا۔ یا کعبہ و مساجد کو بیت اللہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "رُوْحٌ مِّنْ رُّوْحِ اللَّهِ" وغیرہ کہا۔ ۵۳

علامہ زرقاتی، علامہ عجلونی اور مولانا عبدالحی مکھنوی رحمہم اللہ کو اس حدیث کی تاویل محض اس لیے کرنی پڑی کہ یہ تمام حضرات جملہ مخلوقات سے قبل نور محمدی کی تخلیق اور اس کے وجود کے

۵۲ کشف الخفاء للعجلونی ج ۱ ص ۳۱۱-۳۱۲

۵۳ الانوار المرفوقہ فی الاخبار الموضوعہ ص ۲۲

قابل ہیں۔ نیز مصنف عبدالرزاق کی، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے آنے والی، روایت کو صحیح مانتے ہیں۔ لیکن اس میں جو وقتیں موجود تھیں ان کا حل اس طرح کی تاویل کے علاوہ اور کسی طرح ممکن نہ تھا۔ مولانا عبدالحی کھنوی مرحوم ایک مقام پر کھل کر اس حدیث کے ثبوت کا دعویٰ ان الفاظ میں فرماتے ہیں :

”عبدالرزاق کی روایت سے نور محمدی کی اولیت اور تمام مخلوقات میں اس کی سبقت ثبوت ہے“ ۵۴

اب بعض ان علماء کے اقوال پیش ہیں جنہوں نے عبدالرزاق کی اس حدیث کو قبول کرنے میں پس و پیش کا اظہار کیا ہے۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ جنہیں اس حدیث کی سند نہ مل سکی تھی، علامہ زرقانی، عجلونی اور عبدالحی کھنوی رحمہم اللہ کی تاویلات کو کوئی وقعت نہ دیتے ہوئے اس روایت کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ اس طرح بیان کرتے ہیں :

”چونکہ کتاب مذکور (مصنف عبدالرزاق) میں صحیح حدیثوں کے ساتھ ساتھ موضوع حدیثیں تک موجود ہیں اور فضائل و مناقب میں اس کی روایتوں کا اختیار کم کیا جاتا ہے، اس لیے اصولی حیثیت سے اس روایت کے تسلیم کرنے میں مجھے پس و پیش ہے۔ اس تردد کو قوت اس سے اور بھی زیادہ ہوتی ہے کہ صحیح احادیث میں مخلوقاتِ الہی میں سب سے پہلے قلمِ تقدیر کی پیدائش کا تصریحی بیان ہے۔ الخ“ ۵۵

واضح رہے کہ علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم نے اپنی کتاب ”سیرت النبی“ میں یہ روایت زرقانی کے حوالے سے ہی درج کی ہے۔ علامہ موصوف کے علاوہ حافظ قاری مولانا حبیب الرحمن صدیقی کا ندھولی صاحب (صدر المجمعین اسوۂ حسنہ پاکستان) جنہیں حدیث اور فنِ جرح والنقد اور اسما الرجال سے بخوبی اہبت شغف ہے، اس حدیث کے متعلق علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم کی تحقیق نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں :

”ہمارے نظر یہ ہیں یہ روایت شیعوں کی وضع کردہ ہے۔ اور یہ اس لیے وضع کی گئی ہے تاکہ بیچ تن پاک کی کمائیوں کی راہ ہموار ہو سکے۔ کیونکہ ان کمائیوں کی رو

۵۴ الآثار المفوتہ فی الامصار الموصوفہ ص ۲۳

۵۵ سیرت النبی مصنف سید سلیمان ندوی ج ۳ ص ۲۷

یہ نور پانچ حصوں میں تقسیم ہوا ہے۔ اور یہ روایت عبدالرزاق کے علاوہ کسی اور کتاب میں نہیں اور وہ رافضی ہے۔ لہذا اس نے اپنے عقیدہ کی راہ ہموار کرنے کے لیے یہ روایت وضع کی ہے۔ الخ ۲۷

یہ بات درست ہے کہ یہ روایت حدیث کی اور کسی کتاب میں موجود نہیں ہے اور اس بات کا بھی قوی امکان ہے کہ یہ روایت موضوع ہو، بلکہ شیعوں کی بن وضع کردہ ہو کیونکہ مصنف عبدالرزاق میں مرفوع، موقوف، منقطع، مرسل، صحیح، حسن، شاذ، ضعیف، منکر، موضوع، غرض ہر قسم کی روایات موجود ہیں۔ یہ بھی ناممکن نہیں کہ یہ روایت اہل کتاب کے قصص سے ہماری کتب میں دوسری نامہ اسرائیلیات کی طرح منتقل ہو گئی ہو۔ تاہم کاندھلوی صاحب کا یہ شبہ محل نظر ہے کہ:

یہ روایت اس سے وضع کی گئی ہے تاکہ بیچ تن پاک کی کمائیوں کی راہ ہموار ہو سکے کیونکہ ان کمائیوں کی رو سے یہ نور پانچ حصوں میں تقسیم ہوا ہے!

اس روایت سے شیعوں کے مزعوم بیچ تن پاک کا کیا تعلق ہو سکتا ہے؛ اگر کاندھلوی صاحب صرف سید سلیمان ندوی مرحوم کی "سیرۃ النبیؐ" کو ہی اپنے علم و تحقیق کا ماخذ بنا تے تو انہیں یقیناً علم ہوتا کہ عبدالرزاق بن العمام نے اس نور کا پانچ نہیں، بلکہ بارہ یا تیرہ حصوں میں تقسیم ہونا روایت کیا ہے جس کی تفصیل المواہب اللدنیہ، شرح المواہب اللدنیہ، کشف المقام اور الآثار المفروۃ فی الاخبار المنومۃ وغیرہ میں بھی درج ہے۔

یہ درست ہے کہ عبدالرزاق ابن العمام کو اکثر ائمہ جرح والتعديل نے رافضی قرار دیا ہے۔ مگر اس پر فی نفسه "وضاع" ہونے کا حکم پہلی بار کاندھلوی صاحب نے ہی لگایا ہے۔ علامہ عبدالرحمن مبارکپوری (شرح ترمذی) المتوفی ۱۳۵۲ھ اور حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی (دم ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں: "وہ ثقہ حافظ تھا، آخر عمر میں اس میں تغیر آگیا تھا اور اس میں تشیع بھی موجود تھا، علامہ ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن صالح العملی الکوفی تریل طرابلس (دم ۲۶۱ھ) فرماتے ہیں: "ثقہ تھا اور اس میں تشیع موجود تھا، علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (دم ۳۴۰ھ) فرماتے ہیں: "اعلام الثقات میں سے ایک تھا، امام نسائی کا قول ہے کہ "جس نے اس سے آخر عمر میں کچھ لکھا وہ محل نظر

۱۷ "ذہبی داستانیں اور ان کی حقیقت" مصنف کاندھلوی صاحب حصہ اول ص ۶۵-۶۲، طبع انجمن امونہ حستہ پاکستان ۱۹۹۶ء

ہے اس سے مناکیر روی ہیں ابن عدی فرماتے ہیں: "وہ فضائل میں ایسی احادیث بیان کرتا ہے جن کی کوئی موافقت نہیں ہوتی۔ اس کو تشیع کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں: "ثقہ ہے لیکن خطا کرتا ہے" امام عقیلی فرماتے ہیں کہ "عبدالستار بن احمد نے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے: عبدالرزاق میں شیعیت تھی اور وہ تشیع میں افراط و تفریط سے کام لیتا تھا۔ بعض لوگوں نے اس کی بعض احادیث کو ترک بھی کیا ہے۔ علامہ ڈاکٹر عبدالمعطی ابن قلعی فرماتے ہیں کہ: "اس سے اصحابِ سنت نے اپنی کتب میں تخریج کی ہے" لہذا عبدالرزاق کی پوری ذات کو مطعون کرنا یا ان کی مصنف کو سرے سے جھوٹ کی پوٹ، ناقابل اعتماد یا دیربارد کیسے جانے کا مستحق ٹھیکرانا سراسر ناانصافی اور ظلم فریادتی کی بات ہے۔ مزید تفصیل کے لیے میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذہبی، التہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی، تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانی رحمہ، معرفۃ الثقات من رجال اہل العلم والمحدثین من الضعفاء و ذکر نہادہم و اخبارہم للعلی، تحفۃ الاحوذی للشیخ عبدالرحمن المیار کفوری، طبقات ابن سعد، المعارف لابن قتیبہ الدنیوری، فرست لابن الفرج محمد بن اسحاق النیم، دم ۳۸۵، تذکرۃ الحفاظ للذہبی البدایۃ و النہایۃ لابن القدر عماد الدین اسماعیل بن شیبہ، دم ۳۴۴، شذرات الذہب فی اخبار من الذہب لابن الفلاح عبدالمطی بن عماد حنبلی، دم ۳۳۵، الضعفاء و المترکین للنسائی، تاریخ الکبیر للبخاری، الضعفاء، الکبیر للعلی، الجرح و التعذیل لابن ابی حاتم، کامل فی الضعفاء لابن عدی، مجموع فی الضعفاء و المترکین للسیوان، سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ للالبانی اور حاشیہ الضعفاء، الکبیر للعلی (صاحب الموائش و کتور قلعی) وغیرہ کی طرف رجوع کرنا مفید ہوگا۔

۵۵ میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۶۱۹ طبع دار المعرفۃ بیروت، التہذیب التہذیب لابن حجر ج ۶ ص ۳۱۵-۳۱۵ طبع دائرۃ المعارف الثمانیہ حیدرآباد ۱۳۲۵ھ و تقریب التہذیب لابن حجر ج ۶ ص ۵۰۵ طبع دار المعرفۃ بیروت ۱۹۴۵ء، معرفۃ الثقات للعلی ج ۲ ص ۹۳ طبع مکتبۃ الدار المدینۃ المنورۃ ۱۹۸۵ء، تحفۃ الاحوذی المیار کفوری ج ۲ ص ۲۰۶، طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۵۴، المعارف لابن قتیبہ ج ۲ ص ۲۵۹، فرست لابن ندیم ج ۲ ص ۲۲۵ طبع دار المعرفۃ بیروت، تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج ۲ ص ۳۲۶ طبع دائرۃ المعارف الثمانیہ حیدرآباد ۱۹۵۸ء، البدایۃ و النہایۃ لابن کثیر ج ۲ ص ۲۶۵ طبع مکتبۃ المعارف بیروت ۱۹۶۶ء، شذرات الذہب لابن عماد ج ۲ ص ۲۴۴ طبع دار الفائق الجدیدۃ بیروت الضعفاء و المترکین للنسائی ترجمہ ج ۲ ص ۳۹۹ طبع دار الوعی حلب ۱۳۹۶ھ، تاریخ الکبیر للبخاری ج ۳ ص ۱۳ طبع دائرۃ المعارف الثمانیہ ج ۳ ص ۳۶۱ طبع دار المکتب العلمیہ بیروت ۱۹۶۴ء، الجرح و التعذیل لابن ابی حاتم ج ۲ ص ۳۹-۳۹ طبع دائرۃ المعارف الثمانیہ ج ۳ ص ۱۳۴، کامل لابن عدی ج ۵ ص ۲۵۹ ترجمہ ج ۲ ص ۲۴۴، مجموع فی الضعفاء و المترکین للسیوان ج ۲ ص ۵۴ طبع دار القلم بیروت ۱۹۸۵ء، سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ للالبانی ج ۱ ص ۳۱۹-۳۱۹ و حاشیہ الضعفاء، الکبیر للعلی ج ۲ ص ۲۴۴ وغیرہ

اب اس سلسلہ کی ایک دوسری روایت پیش ہے، جو پہلی روایت سے کہیں زیادہ مشہور اور زبان زد خاص و عام ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي“

”سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔“

اس روایت نے قصاص وواعظین کی تقاریر اور سیرت نگاروں کی کتب میں بہت کثرت سے بار پائی ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی اپنی مشہور تصنیف ”المدارج النبوة“ کے نور نوشت مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں:

”اب رہا یہ امر کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم صفت اول کیسے ہے؛

تو یہ اولیت اسی بنا پر ہے کہ آپ کی خلیق موجودات میں سب سے اول

ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے: ”أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي“

”اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو وجود بخشا۔“

اور ڈاکٹر احسان اللہ استخری فرماتے ہیں:

”چنانچہ رسول فرمود: ”أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي“

”چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا

نور پیدا فرمایا۔“

علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

”أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي“ کی روایت عام طور سے زیاترں پر جاری

ہے مگر اس روایت کا احادیث کے دفتر میں مجھے کہیں کوئی پتہ نہیں ملا، نہ

علامہ جلال الدین عبدالرحمن سیوطی (رحمہم اللہ) حدیث ”أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمُ“

کی شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”زین العرب نے شرح المصایح میں لکھا ہے کہ یہ حدیث ان روایات سے

۵۵ مقدمہ ”مدارج النبوة“ ص ۱۸۰ مصنفہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی

۵۶ اصول تصوف از ڈاکٹر احسان اللہ استخری ص ۶۹

۵۷ سیرت النبوی از سید سلیمان ندوی ج ۲ ص ۳۶

متناقض ہے جن میں بیان کیا گیا ہے: "إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْعَقْلُ" یا "إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ السُّرُوحَ" یا "إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْعَرْشَ" روایات کے اس تضاد کو اس طرح رفع کیا گیا ہے کہ ان میں مذکور اولیت سے مراد آسانی امور میں اولیت ہے۔ پس ان سب میں اول شے جس کی تخلیق کا ذکر جنس کی قبیل سے کیا گیا ہے، وہ قلم ہے جو تمام اجسام سے قبل پیدا کیا گیا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور تمام انوار سے قبل پیدا کیا گیا۔ عقل والی حدیث اس پر محمول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اجسام بطیفہ میں سب سے پہلے جو چیز پیدا فرمائی وہ عقل تھی اور اجسام کثیفہ میں جو چیز سب سے پہلے پیدا کی گئی وہ عرش تھا، پس اس طرح ان میں کوئی تناقض باقی نہیں رہتا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ عقل والی حدیث موضوع ہے اور باقی تینوں روایات ان الفاظ کے ساتھ وارد ہی نہیں ہیں۔ لہذا تاویل سے مستغنی ہیں، اللہ

اور مولانا عبدالحیٰ لکھنوی مرحوم بیان کرتے ہیں:

"قصہ گو حضرات میں یہ حدیث (أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ سُورِي) بہت شہرت پاگئی ہے۔ حالانکہ یہ وہ حدیث ہے جو ان الفاظ کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جو دوسری روایات اس سلسلہ میں وارد ہیں، ان میں اس روایت سے معنوی موافقت و مطابقت پائی جاتی ہے۔"

مختصر آگے چل کر مولانا عبدالحیٰ مرحوم نے اس روایت کا ذکر بھی کر دیا ہے جس میں بقول ان کے روایت زیر نظر کی معنوی موافقت و مطابقت پائی جاتی ہے، چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

"أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ سُورِي" کا لفظ عدم ثبوت لیکن معنی اس کا ورود جو قصاص و تذکیر اور عوام و خواص کی زبان پر مشہور ہے وہ دراصل اس حدیث کے سبب ہے: "لَوْلَا لَمَّْا خَلَقْتُ لَأَفْلَاكُ" (یعنی اگر آپ نہ ہوتے میں ان آسمانوں کو پیدا نہ کرتا)۔"

۲۳۱ الأناجر الموضوعة في الأناجر الموضوعة في ۴۳

۲۳۱ قوت المنفذ علی جامع الترمذی للسیوطی

۲۳۱ ایضاً ۲۳-۲۴

”كَوْلَاكَ لَمَّا خَلَقْتَ الْاَفْلَاكَ“ والی اس روایت نے بھی بہت شہرت و مقبولیت

پائی ہے۔ چنانچہ امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

”وزین وزمان را بطریق اولین فرمودہ است کما در روایت“

”زمین اور آسمان کو انہی کے طفیل پیدا فرمایا ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔“

اسی بات کو مولانا قاسم صاحب مرحوم (بانی دارالعلوم دیوبند) نے اپنے ”قصائد قاسمی“

کے قصیدہ ہمارے میں اس طرح بیان کیا ہے۔

جو تو اسے نہ بنانا تو یہ سارے عالم کو نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زینار

طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی بجایا ہے کئی اگر تم کو میدار الاثار

جلو میں تیرے سب آئے عدم سے تا وجود قیامت آپ کی تھی دیکھئے تو اک رفتار

رگتا ہاتھ نہ پتلے کو ابوالبشر کے خدا اگر ظہور نہ ہوتا تمہارا آخر کار

شیخ شہاب الدین شاہ ولد شاہ علی شاہ (امام باطنیہ نزاریہ) فرماتے ہیں:

”فصل پنجم در معرفت: در حدیث قدسی می فرماید اے محمد! اگر تو بنودے آسمانہارا

خلقت نمی کردم و در جانے دیگر است اگر علی بنودے ترا خلقت نمی کردم“

”حدیث قدسی میں اسد سماں نے فرمایا کہ اے محمد! اگر تم نہ ہوتے تو میں ان آسمانوں

کو پیدا نہ کرتا اور ایک دوسری جگہ ہے کہ اگر علی نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا

نہ کرتا۔“

شیخ شہاب الدین شاہ نے ”كَوْلَاكَ لَمَّا خَلَقْتَ الْاَفْلَاكَ“ کے ساتھ ایک اور

روایت ”لَا اَعْرَضَ لَمَّا خَلَقْتُكَ“ بھی بیان کی ہے جسے بعض صوفیاء اور علمائے شیعہ

نے، یہ شرح و بسط کے ساتھ اپنی مختلف تصانیف میں نقل کیا ہے۔ چنانچہ سلطان العارفين

و برہان نصیبین حاج ملا سلطان محمد گت آبادی سلطان علی شاہ مولا شہید فرماتے ہیں:

قبول رسالت بیعت کردن است بر قبول احکام ظاہری و قبول ولایت بیعت کردن

۵۵۔ منہ بات امام ربانی مجدد الف ثانی دفتر ۳ حصہ ۹ مکتوب نمبر ۱۰۰ ص ۵۵۔

۵۶۔ نفاذ نامی بحوالہ تیسفی نصاب فضائل درود ص ۱۲۴ مصنف مولانا زکریا صاحب کاندھلوی مرحوم

۵۷۔ رسالہ در حقیقت دین مصنف شاہ شہاب الدین ص ۳ طبع بمبئی ۱۹۳۳ء

است بر قبول احکام باطنی۔ اول را اسلام وثانی را ایمان می گویند..... و بملاحظه
 چیت رسالت و ولایت نسبت بحدیث داده شد کہ **لَوْلَا عَلِيٌّ لَمَا خَلَقْتُكَ**“
 ”قبول رسالت کا معنی ہے احکام ظاہری کے قبول پر بیعت کرنا۔ اور قبول ولایت
 کا معنی ہے احکام باطنی کے قبول کرنے پر بیعت کرنا۔ پہلے کو اسلام اور دوسرے
 کو ایمان کہتے ہیں..... رسالت اور ولایت کی حیثیت کو مد نظر رکھ کر اس
 حدیث سے نسبت دی گئی ہے کہ اگر علیؑ پیدا نہ ہوتے تو طے محمدؐ میں آپ کو بھی
 پیدا نہ کرتا۔“

اور قاضی نور اللہ شوستری (مفتول مجلہ جہانگیر ۱۹۱۹ء) جہنم کی پیدائش کا سبب بیان
 کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”قَالَ جِبْرِيلُ لَوَ اَنَّ اَهْلَ الْاَرْضِ يُحْسِنُونَ عَلَيَّا كَمَا تُحِبُّهُ اَهْلُ
 السَّمَاءِ مَا خَلَقَ اللهُ النَّارَ“^{۱۵}

”جبریلؑ نے کہا، اگر اہل زمین بھی علیؑ سے ایسی ہی محبت کرتے جیسی کہ اہل
 آسمان ان سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ دوزخ کو پیدا ہی نہ کرتا۔“

بہر حال حدیث ”لَوْلَا لَكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلاكَ“ کے متعلق علامہ صنعانیؒ فرماتے ہیں
 کہ ”موضوع“ ہے^{۱۶} علامہ محمد بن علی الشوکانیؒ (م ۱۲۵۰ھ) نے بھی علامہ صنعانیؒ کا قول نقل کرتے
 ہوئے اسے ”موضوع“ قرار دیا ہے۔ علامہ طاہر بیٹنیؒ اور شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ
 بھی اسے ”موضوع“ قرار دیتے ہیں، لیکن علامہ نور الدین علی بن محمد بن سلطان المشور بملا علی القاریؒ
 (م ۱۰۱۲ھ) فرماتے ہیں:

”صنعانیؒ کا قول ہے کہ یہ موضوع ہے، ایسا ہی ابن حجر عسقلانیؒ سے ”الخلاصہ“ میں
 مذکور ہے۔ لیکن اس کے معنی صحیح ہیں۔ چنانچہ ویلیؒ نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً

کہے ”ولایت نامہ“ تالیف گنابادی ص ۳۵ طبع دوم چاچخانہ مؤاتش گاہ تہران ۱۳۸۵ھ

۶۸ ”اختاق الحق“ للشوستری ج ۱ ص ۱۵۲ ۶۹ الاحادیث الموضوعه للصنعانی ص

۷۰ فوائد المجموعه فی الاحادیث الموضوعه للشوکانی ص ۳۲۶ طبع السنۃ المحمدیہ ۱۹۷۵ھ

۱۷ سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعه واثرا السنی فی الامۃ اللالبانی ج ۱ ص ۲۹۹-۳۰۰ طبع المکتب
 الاسلامی بیروت ۱۳۹۵ھ و تذکرۃ الموضوعات للفتنی ص ۸۶

روایت کی ہے: "أَنَا فِي جَبْرِيلَ فَقَالَ قَالَ اللَّهُ يَا مُحَمَّدُ كَوَلَاكَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّةَ وَكَوَلَاكَ مَا خَلَقْتُ النَّارَ"۔ یعنی حضرت جبریل میرے پاس آئے اور بیان کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر آپ نہ ہوتے تو نہ میں جنت پیدا کرتا نہ دوزخ اور ابن عساکر کی روایت میں ہے: "كَوْلَاكَ لِمَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا"، یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا پیدا نہ کرتا۔^{۱۹۴}

محدث عصر علامہ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ اس حدیث کے معنی کی صحت بیان کیے جانے پر تنقید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس کے معنی کی صحت پر جزم اس وقت تک درست نہیں ہے جب تک کہ دلیلی سے جو روایت نقل کی گئی ہے وہ پایہ ثبوت کو نہ پہنچ جائے۔ مجھے اس کی سند کا کوئی علم نہیں ہو سکا لیکن مجھے اس کی تضعیف میں کوئی تردد نہیں ہے کیونکہ اس کی صحت کا دعویٰ محتاج دلیل ہے۔ مزید اس میں دلیلی کا تفرد بھی پایا جاتا ہے۔ اور جہاں تک ابن عساکر کی روایت کا تعلق ہے، تو اس کی تخریج امام ابن الجوزی نے سلمان کی ایک طویل مرفوع حدیث سے کی ہے اور اس پر یہ حکم لگایا ہے کہ یہ موضوع ہے۔ علامہ سیوطی نے بھی اس کو موضوع بیان کیا ہے۔"

علامہ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ نے امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن الجوزی القرظی (د ۵۹۶ھ) کی تخریج کردہ، سلمان کی جس طویل مرفوع حدیث کی طرف اوپر اشارہ فرمایا ہے اسے علامہ سیوطی نے "اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعۃ" میں اور علامہ ابن عراق الکفانی نے "تشریح الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ" میں بھی نقل کیا ہے، اس روایت میں جو الفاظ مروی ہیں وہ اس طرح ہیں:

« وَكَوْلَاكَ يَا مُحَمَّدُ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا »^{۱۹۵}

۱۹۴ الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ للقاری ص ۱۹۴

۱۹۵ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۲۹۹-۳۰۰

۱۹۶ کتاب الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۲۸۹ طبع مکتبۃ السلفیۃ مدینۃ المنورۃ ۱۹۶۶ھ و تشریح الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق ج ۱ ص ۳۲۵ طبع دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۱ھ و اللآلی المصنوعۃ للسیوطی ج ۱ ص ۲۹۵ طبع دار المعرفۃ بیروت ۱۹۶۵ھ۔

اور اس کا طریق اسناد حسب ذیل ہے :

”أَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَمُحَمَّدُ بْنُ نَاصِرِ بْنِ الْحَافِظِ
وَمَوْهُوبُ بْنُ أَحْمَدَ اللَّغَوِيُّ وَعُمَرُ بْنُ ظَفَرٍ وَعَبْدُ الْخَالِقِ
بْنُ أَحْمَدَ الْيُوسُفِيُّ قَالُوا أَنبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْمُطَفَّرِ بْنِ
قَالَ أَنبَأَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَرَقِيُّ
قَالَ أَنبَأَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَمْرَةَ بْنُ الْعَبَّاسِ الدَّهْقَانِ قَالَ حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى بْنِ حَيَّانَ الْمَدَائِنِيُّ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي السَّيِّدِ قَالَ
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ أَنبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ
الْكُوفِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْيَسَعِ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ الصَّرِيرِ
عَنِ الْخَلِيلِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ يَحْيَى الْبَصْرِيِّ عَنْ إِذَا ابْنِ
عَنْ سَلْمَانَ قَالَ بِهِ“^{۵۵}

اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد علامہ ابن الجوزی، علامہ سیوطی اور علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن عراق الکنانی (م ۹۱۳ھ) رحمہم اللہ فرماتے ہیں :

”یہ حدیث بلاشبک و شکیہ موضوع ہے، اس کی اسناد میں مہجول اور ضعیف اور متروک
ہیں۔“^{۵۶}

اگے چل کر علامہ ابن الجوزی نے ان ضعیفوں کی خود نشاندہی بھی فرمادی ہے چنانچہ فرماتے ہیں :

”ضعیفوں میں ابوالسکین اور ابراہیم بن الیسع ہیں۔“^{۵۷}

امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ ابوالسکین ”ضعیف“ ہے۔ حاکم کا قول ہے کہ ”وہ متروک ہے“^{۵۸}
یہ بھی منقول ہے کہ ”وہ مغفل تھا“ علامہ ذہبی فرماتے ہیں : ”دارقطنی نے اس کو ضعیف اور متروک قرار
دیا ہے، لیکن برفانی نے اس کی توثیق کی ہے“ ابن حجر عسقلانی، سیوطی اور شیخ محمد ناصر الدین

۵۵ کتاب الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۲۸۹ واللآلی المصنوعہ لسیوطی ج ۱ ص ۲۴۲

۵۶ کتاب الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۲۸۹-۲۹۰ و تشریح الشریعۃ المرفوعہ لابن عراق ج ۱ ص ۲۲۵

واللآلی المصنوعہ لسیوطی ج ۱ ص ۲۴۲

۵۷ کتاب الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۲۸۹-۲۹۰

میزان الاعتدال للذہبی اور سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوۃ للالبانی وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں۔
مولانا عبدالحی لکھنوی فرماتے ہیں کہ:

”علامہ قسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں اور علامہ زرقاتی نے اس کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت عمرؓ سے مرفوعاً تخریج کی ہے: آدمؑ نے محمدؐ کا نام عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا تھا: ”كَوْلَا مُحَمَّدًا مَا خَلَقْتُكَ“ اور ابوالشیخ نے ”طبقات الاصفہانیین“ میں اور حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے: ”آتَى حَى اللّٰهُ اِلَى عِيسَى اَمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَاُمْرَاةَمَتِّكَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِهِ، فَلَوْكَا مُحَمَّدًا مَا خَلَقْتُ اَدَمَ وَا لَ الْجَنَّةَ وَا النَّارَ وَ لَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَى الْمَاءِ فَاصْطَرَبَ فَكَتَبَ عَلَيْهِ لَا الرَّا لَآلِلَّهِ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَسَكَنَ“
یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی طرف وحی نازل فرمائی کہ وہ محمدؐ پر ایمان لائیں اور اپنی امت کو حکم دیں کہ وہ بھی آپؐ پر ایمان لائیں کیونکہ اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں نہ آدمؑ کو پیدا کرتا، نہ جنت اور نہ ہی جہنم کو۔ اور جب میں نے پانی پر عرش پیدا فرمایا تو وہ مضطرب تھا۔ پس میں نے اس پر ”لَا الرَّا لَآلِلَّهِ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ“ لکھا تو وہ ساکن ہو گیا، لیکن اس کی سنہ میں عمرو بن اوس ہے جس کے بارے میں علم نہیں کہ وہ کون ہے؛ علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ ویلیجی نے حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے: ”آتَانِي جِبْرِيلُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: كَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَ كَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ النَّارَ“

مولانا عبدالحی مرحوم نے اوپر چھٹی بھی روایات بیان کی ہیں، وہ تمام کی تمام سنداً باطل

۱۔ معرفۃ الثقات للعلی ج ۱ ص ۳۶۶، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۲۵۶، تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۲۰۳، تاریخ بغداد للخطیب بغدادی ج ۵ ص ۲۹، مطبع السعادة بمصر ۱۳۲۹ھ، تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۵ ص ۲۴۲، تحفۃ الاحوزی للبارکقوری ج ۳ ص ۱۴۰، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوۃ للالبانی ج ۱ ص ۲۳۳

میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۶۳

۱۔ الآثار المرفوعة فی الاجتار الموضوۃ ص ۲۴-۲۵

ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام والی حدیث، جس کا ذکر مختصراً کیا گیا ہے، مستدرک حاکم (م ۳۰۵) میں اس طرح مذکور ہے :

” قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ
الْخَطِيئَةَ قَالَ يَا رَبِّ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَّا غَفَرْتَ
لِي فَقَالَ اللَّهُ يَا آدَمُ كَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ أَخْلُقْهُ قَالَ يَا
رَبِّ لَرَاتِكَ لَمَّا خَلَقْتَنِي بِبَيْدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ دُوحِكَ رَفَعْتَ
رَأْسِي فَرَأَيْتَ عَلَيَّ قَوَائِمَ الْعَرْشِ مَكْتُوبًا لِإِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ
رَسُولُ اللَّهِ فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَمْ تُضِفْ إِلَيَّ اسْمِكَ إِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ
إِلَيْكَ فَقَالَ اللَّهُ صَدَقْتَ يَا آدَمُ لِأَنَّ أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيَّ أَدْعِي
بِحَقِّهِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَكَوْلَا مُحَمَّدًا مَا خَلَقْتُكَ “ ۳۵

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدم نے گناہ کا ارتکاب کیا تو
کہا اے رب میں بحق محمد آپ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے۔“ اللہ
نے فرمایا: اے آدم تو نے محمد کو کیسے پہچانا اور میں نے ابھی اس کو پیدا بھی نہیں
کیا؟ کہا اے پروردگار جب آپ نے مجھے پیدا کیا اور میرے اندر اپنی روح
پھونکی، میں نے سر اوپر اٹھایا تو عرش کے قوائم پر لکھا دیکھا ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ میں نے جان لیا کہ آپ نے اسے اپنے
نام کے ساتھ جو بلا یا ہے تو سب مخلوق میں آپ کو محبوب ہے۔“ اللہ نے فرمایا
”آدم تو سچ کہتا ہے واقعی یہ مخلوق میں سب سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔ اس
کے حق سے دعا کر میں نے تجھے بخش دیا۔ اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھے نہ پیدا کرتا۔“
اس روایت کا طریق اسناد یہ ہے :

” قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَمْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ مَنْصُورٍ بِالْعَدْلِ
قَنَّابُ بْنُ الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ ثَنَا

۳۵ مستدرک حاکم ج ۱ ص ۶۱۵ طبع مکتب المطبوعات حلب۔

أَبُو الْحَارِثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ وَالْفَهْرِيُّ تَنَاوَلَا سَمِعِيْلُ بْنُ
مَسْلَمَةَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَيْدٍ بَيْنَ أَسْلَمَ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُ ^ع

اس حدیث کی تخریج ابو جریر الآجری نے بھی اپنی "کتاب الشریعہ" میں کی ہے جس کا طریق
اسناد حسب ذیل ہے:

« قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْحَارِثِ

الْفَهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ عُمَرَ وَقَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ

ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بِنْتِ أَبِي مَرْزِيَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ

ابْنُ نَيْدٍ بَيْنَ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ ^ع

ان دونوں سندوں میں عبدالرحمن بن زید بن اسلم موجود ہے جو اتھناوی مجروح راوی ہے۔

اس کی "تضعیف" امام احمد، ابن المدینی، بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابوحاتم، ابوزرعی، ابن سعد،

جوہری، ابن معین، عقیلی، ذہبی، ابن حجر عسقلانی، ابن خزیمہ، طحاوی، ابن حبان اور ابن تیمیہ وغیرہ نے

کی ہے۔ ساجی نے اسے "منکر الحدیث" بتایا ہے۔ ابونعیم اور حاکم فرماتے ہیں: "اپنے والد سے

موضوع احادیث روایت کرتا ہے۔" امام ابن الجوزی نے اس کا تذکرہ اپنی کتاب "الموضوعات" میں

کیا ہے۔ تفصیلی ترجمہ کے لیے الضعفاء والمتروکین للنسائی، عل لابن حنبل، تاریخ الکبیر للبخاری،

التاریخ الصغیر للبخاری، الضعفاء الصغیر للبخاری، معرفة والتاریخ للیسوی، الضعفاء الکبیر للعقیلی، الجرح

والتعديل لابن ابی حاتم، مجروحین لابن حبان، کامل فی الضعفاء لابن عدی، الضعفاء والمتروکین للدارقطنی،

میزان الاعتدال للذہبی، معنی فی الضعفاء للذہبی، تقریب التہذیب لابن حجر، مجموع فی الضعفاء والمتروکین

للسیوران، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمی، تنزیہ الشریعۃ المعروفۃ لابن عراق الکنانی، قمارس مجمع الزوائد

للدغلول، نخبة الاحادیث للمبارکفوری، تہذیب التہذیب لابن حجر، کتاب الموضوعات لابن الجوزی،

مختصر ضعفاء لابن حبان، کشف الاحوال للدرامی، الوسیلۃ لابن تیمیہ، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ

للالبانی اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

۵۴۵ ایضاً ۵۴۵ کتاب الشریعۃ مصنفہ ابو جریر الآجری ص ۲۴۵

۵۴۶ الضعفاء والمتروکین للنسائی ترجمہ ص ۳۶، عل لابن حنبل ج ۱ ص ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵

عبدالرحمن بن زید بن اسلم کے علاوہ حاکم اور ابوبکر الآجریؒ و قریبوں کی سندوں میں ایک — راوی ابوالحارث عبدالشہر بن مسلم الفہری بھی ہے جو عند المحدثین "مجتہد" ہے۔ اور الآجری کی سند میں ابوعبدالرحمن بن عبدالشہر بن اسماعیل بھی ایسا راوی ہے جس کا حال معلوم نہیں ہے۔

حاکم اور ابوبکر الآجریؒ کے علاوہ اسے طبرانی نے "اوسطاً و صغیراً" میں روایت کیا ہے لیکن طبرانی کی روایت کے متعلق علامہ نور الدین بن ابی بکر البیہقیؒ (م ۷۷۰ھ) فرماتے ہیں: "اس کی سند میں ایسے رواۃ موجود ہیں جنہیں میں نہیں جانتا۔" امام ابن الجوزیؒ نے بھی اس حدیث کو "الوفاء باحوال المصطفیٰ" میں بلا سند و بلا تنقید وارد کیا ہے۔^۹

مذکورہ بالا چند علمائوں کے علاوہ اس حدیث کی سند و متن میں بعض اور قابل اعتراض قلتیں بھی موجود ہیں جو اس روایت کو قطعی طور پر ناقابل اعتماد ٹھہراتی ہیں۔ اگرچہ اس روایت کو امام حاکم نے "صحیح الاسناد" قرار دیا ہے لیکن علامہ ذہبیؒ اور امام ابن تیمیہؒ وغیرہ اسے "موضوع" قرار دیتے ہیں۔ چونکہ یہ مزید تفصیل کا موقع نہیں ہے، اس لیے اس موضوع کو عنقریب ان شاء اللہ الگ ایک مستقل مضمون کی صورت میں پیش کیا جائے گا۔ وَهَاتُوْا خَبْرِيْكُمْ اِلَّا بِاللّٰهِ - (جاری ہے)

ج ۲ ص ۲۹، التاريخ الصغير للبخارى ج ۲ ص ۲۴۵، الضعفاء الصغير ترجمہ ص ۲۰۸، معرفة والتاريخ للبسوي ج ۲ ص ۲۴، الضعفاء الكبير للبخاري ج ۲ ص ۳۳، الجرح والتعديل لابن ابی حاتم ج ۲ ص ۲۲۲، بحر صين لابن حبان ج ۲ ص ۵۷، مختصر ضعفاء لابن حبان ص ۶۶، کامل في الضعفاء لابن عدي ج ۲ ص ۲۰۸، الضعفاء والمتروكين للدارقطني ترجمہ ص ۳۳، ميزان الاعتدال للذہبي ج ۲ ص ۵۶، معنی في الضعفاء للذہبي ج ۲ ص ۳۸، تقريب التمهيد لابن حجر ج ۲ ص ۱۹۸، كشف الاحوال للدراسي ص ۶۶، كتاب الموضوعات لابن الجوزي ج ۱ ص ۳۱۸، تنزيه الشريعة المفروضة لابن عراق ج ۱ ص ۷۸، تحفة الاحقدي للمباركفوري ج ۲ ص ۲۲۲، مجمع الزوائد للبيہقي ج ۲ ص ۲، ج ۳ ص ۷۷، ج ۵ ص ۱۴، مجموع في الضعفاء والمتروكين للسيروان ص ۲۳۶، ۲۳۹، ص ۲۵۶، فہرست مجمع الزوائد للزقون ج ۲ ص ۳۲، الوسيلة لابن تیمیہ ص ۸۹، سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة للالباني ج ۱ ص ۳۹، ۴۰، ۳۳، ج ۲ ص ۱۹۵، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، تنزيه الشريعة المفروضة لابن عراق الكنتاني ج ۱ ص ۷۷، ميزان الاعتدال للذہبي ج ۲ ص ۵۲، سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة للالباني ج ۱ ص ۳۹۔

۵۸۸ مجمع الزوائد للبيہقي ج ۲ ص ۲۵۷، طبع دار الكتب العربي بيروت ۱۹۸۲ھ

۵۸۹ الوفاء باحوال المصطفیٰ لابن الجوزي ج ۱ ص ۳۳-۳۴